# بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

ربیع الاوّل کا مہینہ گذر چکا — وہ مبارک ماہ جس میں فخر کائنات رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مبعوث فرما کر خداوند عالمین نے اس عالم ہست و بود پر اپنی رحمتوں اور نعمتوں کی تکمیل فرمائی۔ وہ ذات قدسی صفات جن کے ذریعہ دنیا سے نہ صرف شرک و جہل کا قلع قمع ہوا بلکہ ظاہر پرستی کی تمام انواع، رسومات باطلہ، لہو و لعب اور بدعات و خرافات کی تمام اقسام کی بیخ کنی بھی کی گئی۔ اس رسول برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حق ہے کہ اس کے نام لیواؤں کی زندگی کا ہر لحظہ اس کی عظمت و احترام سے معمور اور دل کی ہر دھڑکن اس کی توقیر و تکریم کی ترجمان ہو کہ امت مرحومہ کی نجات اور فلاح تو صرف اسی اتباع پر موقوف ہے۔ اس لحاظ سے ایک مسلمان کی حیات مستعار کا ہر لمحہ اس کے لئے عید میلاد اور تذکار رسول ہے نہ کہ سال بھر کے چند ایام کی دو چار مجلسیں اور محفلیں — مگر صد حیف و افسوس کہ آج محمد عربیؐ کے عشق و محبت کے دعویدار "عید میلاد النبی" پر یہ وقتی اور سطحی ذکر و تذکار بھی کس طرح منا رہے ہیں؟ اس کی کچھ جھلکیاں سیرت مقدسہ کے نام پر جلسوں، جلوسوں کی روئیدادوں میں قوم کے سامنے آ چکی ہیں۔ بازاروں میں شور و غل، فلمی دھنوں اور گانوں کی بھرمار، رسوم و رواج کی یلغار، اور فسق و فجور کا طوفان۔ مردوں اور عورتوں کی ہڑبونگ، غرض دلوں کی دنیا سیاہ اور تاریک عظمت و تقدیس کا شائبہ تک معدوم۔ مگر گلیاں اور کوچے قمقموں اور جھنڈیوں سے آراستہ — ہائے ملت محمدیہ کی حرماں نصیبی کہ محمد عربی علیہ السلام (فداہ الثقلین) کے نام پر ٹویسٹ ناچ اور مردوں کا عورتوں پر یلغار، نہ فکر ننگ و ناموس، نہ احساس صوم و صلوٰۃ گویا رسول الثقلین کی یاد نہ ہوئی بلکہ یہود و نصاریٰ کا کرسمس اور عہد جاہلیت کا جشن نوروز کہ پوری قوم اس مبارک دن اپنے آپ کو اخلاق و شرافت وقار و تمکنت، سنت و شریعت کی تمام بندشوں سے آزاد سمجھنے لگی۔ اپنے محسنین کی یاد کا یہ انداز تو مادر پدر آزاد فرنگ کا ہے مسلمانوں کا نہیں۔

محسن کائنات کے عشق و محبت کے دعویدار کچھ تو ہوش کے ناخن لیں۔ ان عشق کے ساتھ جام شریعت تھامنا بھی ضروری ہے وہ عشق و محبت تو نہیں ہو سکتی ہے جو محبت، اطاعت اور عظمت سے خالی ہو۔ وہ سراسر بے تمیزی اور نفس پرستی ہے تمہاری زبانوں پر تو محبوبؐ کا ورد ہے مگر عملاً تمام طور طریقے محبوب کے دشمنوں کے اختیار کر رکھے ہیں۔ اس کی لائی ہوئی تعلیمات اور ہدایات کا ایک ایک حصہ ادھیڑ اور اس کی سنتوں کی بنیادیں ڈھا رہے ہو اور پھر یہ سب کچھ اس کی یاد منانے کے نام پر۔ اس عہد نشاطات میں کیا سیرت نام صرف غل غپاڑے، رقص و سرود اور بازاروں کے ہڑبونگ کا رہ گیا ہے؟ تم میں سے کتنے تھے جنہوں نے سات سات گھنٹے اس کے نام پر جلوس میں تو گذارے مگر کیا اولین رکن اسلام نماز کا خیال تک بھی ہوا؟ جب کہ عالم نزع میں تمہارے آقا

کی ڈوبتی ہوئی روح سے بھی الصلوٰۃ الصلوٰۃ کی صدائیں آرہی تھیں۔ تعلیم تو تمہارے آقاؐ کی یہ تھی کہ راہ چلتے نگاہیں نیچی رکھو، اکڑ کر نہ چلو، اس نے فرمایا کہ نامحرموں کی طرف نگاہ اٹھانا بھی ضیاعِ دین و ایمان ہے۔ اس نے چاہا کہ تم ایک باوقار اور سنجیدہ امت بن جاؤ۔ انہوں نے فرمایا کہ خواہ نماز جماعت تم سے فوت بھی ہو جائے مگر اس کے لئے اچھل کود کر دوڑنا نہیں۔ فرمایا کہ کسی حال بھی وقار و سکینت کے رشتے تمہارے ہاتھ سے نہ چھوٹنے چاہئیں۔ پھر اس کی عظمت و تقدیس کا تو یہ عالم تھا کہ سیّدنا فاروقِ اعظمؓ جیسے صحابہ کی آوازیں اس کی مجلس میں پست ہو جاتیں کہ اس اللہ نے اس کی آواز پر اپنی آوازیں اونچی کرنے والوں کو بھی حبطِ اعمال (اعمال کی بربادی) کی وعید سنائی تھی۔ تو کیا تمہارا یہ دھوم دھڑکا اور یہ چیخ و پکار تمہارے حبطِ اعمال کا موجب نہ بنے گا؟ تمہارے رسولِ اعظمؐ نے تو ہر لمحہ تمہیں بدعت سے روکا۔ کہ بدعت بظاہر جتنی بھی دلکش و دلاویز ہو مگر بالآخر یہ لعنت ملّت کے لئے زہر ہلاہل ثابت ہو کر رہتی ہے اور یہ بدعت کی ہلاکت آفرینی ہی تو تھی۔ اب تم نے روضۂ اطہر کی شبیہ بنا کر اس کے ساتھ حقیقی مزارِ مبارک کا معاملہ شروع کر دیا ہے اور آئندہ چل کر تم بیت اللہ کی تمثال کا طواف و زیارت بھی کر بیٹھو گے۔ متاعِ دین و خرد ایسی غارت ہوئی کہ بدعت کی یہ تباہ کاریاں امت کی اکثریت کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ اور شیطان نے ہمارے اعمال کو سجا سجا کر ہمارے سامنے رکھ دیا ہے ـــــ وہ بھی کیا [illegible] تھا کہ حضرت حسن بصریؒ نے ایک بار کوئی بدعت دیکھی تو شدتِ غم کی وجہ سے کئی دن تک انہیں پیشاب کی بجلے [illegible] ہمارے اکابر اور محققینِ امت کی یہی دور اندیشی اور فراستِ ایمانی تھی کہ انہوں نے میلاد النبیؐ کے نام پر اس سوداگری کی [illegible] سے مخالفت کی۔ مگر انہیں "دشمنِ رسولؐ" اور کن کن القاب سے نوازا گیا۔ مگر آج تم خود سر پکڑ کر بیٹھ گئے ہو کہ اس کا کیا علاج و تدارک ہو؟ خدا کرے پچھلے ماہ کے یہ تلخ واقعات ہمارے دل و دماغ کے لئے تازیانۂ عبرت بن جائیں۔ اور [illegible] دلوں میں ایمان کی کوئی چنگاری باقی ہو تو پھر سلگ اٹھے۔ اور ہمارے اعمال و افعال رسول کی سچی محبت، اطاعت و اتباع کے نور سے جگمگا اٹھیں۔ ورنہ یاد رکھو! بازاروں کے اس ہڑبونگ، جھنڈوں اور باجوں کی اس جھنکار گانوں اور نعروں کے ان ہنگاموں سے رسولِ مقبولؐ کی روحِ مبارک خوش تو کیا ہو گی بلکہ بار بار انہیں تمہاری ان مذموم حرکات سے جو روحانی اذیت پہنچ رہی ہے اس کے وبال سے یہ بالآخر ساری کائنات اجڑ جائے گی اور عرش و فرش بھی لرز اٹھے گا۔ کیا ان حالات میں ملتِ محمدی کے سنبھلنے کا کوئی امکان ہے؟ کیا ہمارے دلوں کے قفل کبھی ٹوٹ بھی جائیں گے؟ وہ اجنبی جو دلوں کے اندھے ہیں۔ لیکن سائنس و حکمت کے زور سے لوگوں کی گئی ہوئی بینائی واپس لوٹا رہے ہیں۔ مگر ہماری کوتاہ بینی کا یہ عالم ہے کہ دلوں کی تاریکی کے ساتھ ہماری آنکھیں بھی اندھی ہو رہی ہیں۔ اور عشقِ رسولؐ کے نام پر یہ کھلی ہوئی تضحیک اور گستاخیاں ہمیں عظمت و احترام کے مظاہرے دکھائی دیتے ہیں۔ فانها لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور ونعوذ باللہ من الحور بعد الکور اللھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ۔